باب نہم

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اور ترقی

معاشی منصوبہ بندی کا تصور

عہدِ حاضر میں دنیا کے بیشتر ممالک جن مسائل سے دوچار ہیں ان میں سرِ فہرست غربت، بیماری، ناخواندگی، بے روزگاری، زرعی و صنعتی پسماندگی، پست معیارِ زندگی، غیر منصفانہ تقسیمِ دولت، گرانی و مہنگائی، افراطِ زر، بیرونی ادائیگیوں میں عدم توازن، غیر ملکی قرضوں کا بوجھ، بجٹ میں خسارہ وغیرہ ہیں۔

اگرچہ غربت وافلاس کا وجود زمانہ قدیم سے ہے لیکن اس سے چھٹکارہ پانے کی خواہش زمانہ حال کی پیداوار ہے، کیونکہ نہ صرف سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کی بدولت وسائل کا بہتر استعمال ممکن ہوگیا ہے، بلکہ معاشی منصوبہ بندی کا تصور بھی بہت مقبول ہوگیا ہے اور بعض اقوام نے معاشی منصوبہ بندی کی بدولت قابلِ رشک ترقی کی۔

پاکستان میں منصوبہ بندی کی ضرورت واہمیت

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ اسے مختلف مسائل درپیش ہیں۔ مثلاً کم قومی پیداوار، ناکافی فی کس آمدنی، افراط آبادی، افراط زر اور سائنسی وتکنیکی معلومات کی قلت، ادائیگیوں کا خراب توازن، بیرونی قرضوں کا بوجھ، زراعت میں مشینوں کا کم استعمال، درآمد وبرآمد میں عدم توازن، بے روزگاری، تقسیمِ دولت کا ناقص نظام وغیرہ۔ ان تمام مسائل کا علاج ہے "معاشی منصوبہ بندی"۔

پاکستان میں اقتصادی منصوبہ بندی کی ضرورت واہمیت درج ذیل باتوں سے واضح ہوجاتی ہے۔

1 نجی شعبہ کی کمزوریاں

پاکستان میں نجی شعبہ کے تاجر اور صنعتکار اپنے مخصوص اور محدود مقاصد کے پیشِ نظر ہی معاشی

سرگرمیاں اختیار کرتے ہیں اور ایسے تمام شعبے نظر انداز کردیتے ہیں جو ملکی معیشت کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے کاموں کے لیے یا تو کثیر مقدار میں سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے یا ان سے نفع دیر کے بعد حاصل ہوتا ہے یا ان سے حاصل ہونے والے نفع کی شرح کم ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ حکومت منصوبہ بندی کرکے قومی نقطہ نگاہ سے معاشی ترقی اور مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کی راہ متعین کرے۔

2۔ سرمائے کی قلت

پاکستان میں سرمائے کی قلت ہے۔ جس کے باعث بڑے بڑے صنعتی اور ترقیاتی منصوبے مکمل نہیں ہو پاتے۔ اس کام کے لیے بھی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو سرمایہ کاروبار میں لگانے کی ترغیب دی جائے۔ ہمارے ہاں دولت مند لوگ، اپنی دولت کا بیشتر حصہ عیش وعشرت، زیورات، وسیع بنگلہ جات، نمود ونمائش، رسم ورواج اور فضول اخراجات میں ضائع کردیتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ منصوبہ بندی کے تحت ملک میں کفایت شعاری اور سرمایہ کاری کی مہم چلائی جائے۔

3۔ تقسیمِ دولت کی اصلاح

پاکستان میں منصوبہ بندی کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ آمدنی ودولت کی تقسیم میں وسیع فرق کو کم کیا جاسکے کیونکہ یہ معاشی اور سماجی ترقی میں رکاوٹ کا باعث ہے۔ اس وقت زمین کی ملکیت میں جو فرق پایا جاتا ہے وہ نہ صرف ناپسندیدہ بلکہ نقصان دہ بھی ہے۔ دولت اور ذرائع پیداوار کا چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے عام شہری کے مفاد کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ منصوبہ بندی کے ذریعے ان حالات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

بے جا مصرف پر کنٹرول

ہمارے ہاں مالدار طبقہ عیش وعشرت کی زندگی گزارتا ہے اور فضول خرچی کرتا ہے۔ اس فضول خرچی کے دو نقصانات ہیں۔

I - ملک کے محدود اور قیمتی ذرائع بڑی بے دریغی سے غیر پیداواری مقاصد کے لیے

استعمال ہو کر ضائع ہوتے ہیں۔

- نچلے طبقے میں بے زاری، بددلی اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ امراء کو اس سے باز رکھنے کے لیے مناسب اقدامات اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

5۔ بے روزگاری میں کمی

پاکستان میں بے روزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ نجی شعبہ میں زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا کیے جائیں۔ ٹیکنیکل تعلیم کے حصول پر توجہ دی جائے اور نجی شعبے میں ملازمت کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اس پر قابو پانے کے لیے منصوبہ بندی کی اشد ضرورت ہے۔

6۔ بیرونی قرضہ اور سرمایہ کاری

معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ترقیاتی پروگراموں کے لیے کس قدر بیرونی امداد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو مختلف پراجیکٹس کی تکمیل کے لیے سرمایہ کاری کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ نیز بین الاقوامی مالی اداروں سے قرضہ لیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مقاصد حاصل کیے جا سکیں جو ترقی پذیر ممالک کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ مثلاً قومی آمدنی میں اضافہ، فی کس آمدنی میں اضافہ، روزگار میں اضافہ، غذائی پیداوار میں خود کفالت، قیمتوں میں استحکام، افزائش سرمایہ کی بلند شرح، ادائیگیوں کے توازن کی اصلاح وغیرہ۔

زراعت اور معیشت

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ ہماری معیشت میں زراعت کو اہمیت کے اعتبار سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ پاکستان کی آبادی کا بیشتر حصہ زراعت سے روزی کماتا ہے اور باقی لوگ دوسرے پیشوں سے یعنی صنعت وتجارت، مواصلات، تعمیرات اور خدمات وغیرہ سے روزی کماتے ہیں۔ دیہات میں بسنے والے 67 فی صد لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت پر گزارہ کرتے ہیں۔ 2002-03ء میں جی ڈی پی (Gross Domestic Products) کا 24 فی صد زراعت سے حاصل ہوا ہے۔ زراعت ملک کی

بہت سی صنعتوں کے لیے خام مال بھی مہیا کرتی ہے۔ پاکستان میں صنعت کا دارومدار بھی زراعت پر ہے کیونکہ اس سے کسانوں کی آمدنی بڑھے گی، اُن کی قوت خرید میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح نئے کارخانے قائم ہوں گے۔ اس وقت صنعتوں کی پیداوار کا 60 فی صد حصہ زراعت پر مشتمل ہے۔

زرعی ترقی

جدید آلات

زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ کاشت کار جدید مشینی آلات کا استعمال کریں۔ اس وقت ہمارے ملک میں مشینی کاشت چھوٹے پیمانے پر ہے۔ ان مشینوں میں کمبائن ہارویسٹ تھریشر، ٹیوب ویل اور ٹریکٹر وغیرہ شامل ہیں۔

کیمیائی کھاد

اب کاشت کار کھاد کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی جانب راغب ہو رہے ہیں۔ 1952-53ء کے دوران ایک ہزار ٹن کھاد استعمال کی گئی جبکہ 2002-03ء میں چوبیس لاکھ ٹن کھاد استعمال کی گئی۔

اچھے بیجوں کا استعمال

پیداوار بڑھانے کے لیے خالص اور اعلیٰ بیجوں کا استعمال ضروری ہے۔ 2002-03ء میں 148 ٹن اصلاح شدہ بیج کسانوں میں تقسیم کیے گئے۔ پاکستان میں بیجوں کی فراہمی اور تقسیم کے لیے چار سرکاری شعبوں کی تنظیمیں موجود ہیں۔

پودوں کی بہتر حفاظت

ہمارے ہاں زرعی فصلوں کا 25 فی صد حصہ نباتاتی بیماریوں کے باعث ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کا حل ضروری ہے۔ حکومت کا محکمہ تحفظِ نباتات فصلوں پر نیچے سے یا فضا سے دوائیں چھڑکنے کا انتظام کرتا ہے۔

زرعی قرضہ کی بہم رسائی

مختلف زرعی آلات خریدنے کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن پاکستان کے کاشت کار بہت غریب ہیں۔اس مقصد کے لیے زرعی ترقیاتی بنک قائم کیا گیا جو کہ کسانوں کو آسان شرائط پر قرضہ دیتا ہے۔

بہتر آب پاشی

پاکستان میں کاشت کا 67فی صد حصہ مصنوعی آب پاشی سے سیراب ہوتا ہے اور باقی بارشوں سے۔ آب پاشی کا سب سے بڑا ذریعہ نہریں ہیں۔دوسرے نمبر پر ٹیوب ویل ہیں۔پاکستان میں نہروں سے پانی ضائع ہوتا ہے۔اس کی بحالی کے لیے پروگرام بنایا گیا ہے۔سیم و تھور کو ختم کرنے کے لیے سکارپ (SCARP) کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

زرعی پیداوار کی فروخت

کھیت سے منڈی تک ناقص سڑکیں، کمیشن ایجنٹوں کے ہتھکنڈے اور گوداموں کی قلت کی وجہ سے پاکستان کے کاشت کاروں کو بہت مسائل درپیش ہیں۔چنانچہ ایسے ادارے قائم کیے گئے جو براہِ راست کاشت کار سے پیداوار خریدتے ہیں۔

قابل کاشت رقبہ میں اضافہ

پاکستان میں زیرِ کاشت رقبہ کا چالیس فی صد بیکار پڑا ہے۔اگر اسے کاشت کے قابل بنالیا جائے تو مجموعی زرعی پیداوار میں کافی اضافہ ہوسکتا ہے۔اس کے لیے حکومت مختلف اقدامات لے رہی ہے۔

امدادی قیمت پالیسی

اس پالیسی کے تحت حکومت کسانوں سے اُن کی پیداوار معقول قیمت پر خود خرید لیتی ہے تا کہ جس سال فصل زیادہ ہوجانے سے زرعی پیداوار کی قیمتیں گر جائیں تو کسان کو اُس نقصان سے محفوظ رکھا جاسکے۔

زرعی تعلیم و توسیع

حکومت نے زرعی تعلیم کے فروغ کے لیے پشاور، فیصل آباد، راولپنڈی، لاہور، کراچی اور کوئٹہ میں زرعی یونیورسٹیاں قائم کی ہیں۔ جہاں تعلیم کے علاوہ زرعی مسائل پر تحقیقی کام بھی کیا جاتا ہے۔

صنعتی ترقی اور معیشت

پاکستان صنعتی اعتبار سے پس ماندہ ملک ہے اور اسے یہ مسائل درپیش ہیں:-

1- پاکستان کی صنعتی پسماندگی کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہاں ایسی معدنیات کی قلت ہے جو صنعتی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔مثلاً تیل، اعلیٰ قسم کا کوئلہ اور خام لوہا وغیرہ۔

2- پاکستان کی صنعتی ترقی کے لیے ہمیں مشینیں غیر ممالک سے منگوانا پڑتی ہیں۔ہمارے ملک کی برآمدات کم ہیں، اس لیے ہمیں اتنا زرِمبادلہ حاصل نہیں ہوتا ہے کہ ضرورت کے مطابق مشینیں درآمد کرسکیں۔

3- صنعتیں چلانے کے لیے خاص قسم کا تربیت یافتہ عملہ درکار ہوتا ہے۔جس کی پاکستان میں کمی ہے۔لہٰذا صنعت زیادہ ترقی نہیں کرسکی۔

4- صنعتی ترقی کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں ایسے اداروں کی کمی ہے جو صنعتوں کو قرضہ مہیا کرسکے۔

5- آمدورفت کے ذرائع بھی صنعتی ترقی کے لیے بہت ضروری ہوتے ہیں تا کہ خام مال کارخانوں تک پہنچایا جاسکے اور ان کی مصنوعات منڈی میں برائے فروخت لائی جاسکیں۔لیکن پاکستان میں ابھی بھی ذرائع آمدورفت پس ماندہ ہیں۔

6- جب سے پاکستان قائم ہوا ہے سیاسی اور معاشرتی حالات پرسکون نہیں رہے۔ملک کو استحکام نہیں مل سکا۔اس لیے صنعتی ترقی متاثر ہوئی ہے۔

7- 1972ء میں حکومت نے بہت سی صنعتوں کو اور 1974ء میں تمام نجی کمرشل بینکوں کو قومی تحویل میں لے لیا جس کے باعث صنعتکاروں اور بینکاروں کی حوصلہ شکنی ہوئی۔

صنعتکاروں کو اب بھی یہ اندیشہ ہے کہ کہیں آئندہ حکومت دوبارہ صنعتوں اور دیگر معاشی اداروں کو قومی تحویل میں نہ لے۔ اس لیے وہ صنعتی میدان میں سرمایہ کاری نہیں کرتے۔

8- ملک کے سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی حالات صنعت افروزی کے لیے سازگار نہیں رہے۔ ایک طرف سرکاری محکموں میں زبردست بدعنوانیاں ہیں اور دوسری طرف حکومت نے بلند شرح سے ٹیکس وغیرہ لگا رکھے ہیں جو صنعتی ترقی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

9- پاکستانی معیشت کی ابتری کے باعث غیر ملکی کرنسی کے مقابلے میں ہمارے روپیہ کی قدر مسلسل گرتی گئی۔ جس کی وجہ سے صنعتوں کے لیے بیرونی ممالک سے درآمد کیے جانے والے خام مال، فاضل پرزے اور مشینری وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا گیا۔

صنعتی ترقی کے لوازمات

1- ملکی مال کی فروخت کے لیے قومی اور بین الاقوامی منڈیوں کا خوش اسلوبی سے جائزہ لینا۔

2- ملک کے اندر عاملین پیدائش کے وافر یا کم ہونے کا جائزہ لینا (یعنی ملک میں مزدور زیادہ ہیں یا سرمایہ۔ مثال کے طور پر پاکستان میں مزدوروں کی وافر مقدار ہے مگر سرمائے کی کمی ہے)۔

3- صنعتی منصوبے کے سائز اور نوعیت کا جائزہ۔

4- ملک میں صنعتی ترقی پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا جائزہ لینا (جیسے کہ ملک میں روزگار مہیا کرنے کے مواقع کا جائزہ)۔

5- ملک میں مہارت یافتہ افراد کا جائزہ اور دوسرے ممالک کے لوگوں میں پائی جانے والی مہارتوں کا جائزہ۔

6- ملک میں قومی آمدنی کی پیداوار کی نوعیت کا جائزہ۔

7- ملک کی بیرونی ممالک کے ساتھ توازن ادائیگی کی نوعیت کا جائزہ۔

8- ملکی برآمدات کی نوعیت کا جائزہ لینا۔

پاکستان کی صنعتی ترقی بڑھانے کے لیے اقدامات

1- ذرائع نقل و حمل کا بہتر استعمال کیا جائے۔

2- زراعت کو ترقی دی جائے۔

3- قدرتی ذرائع کا اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے۔

4- بیرونی منڈیوں تک مال پہنچانے کی صلاحیت حاصل کی جائے۔

5- بینکاری کے ذرائع کو فروغ دیا جائے۔

6- ٹیکنالوجی کی قلت کو دور کیا جائے۔

7- توانائی کے وسائل سستے ہونے چاہییں۔

8- ملکی حالات میں استحکام ہونا چاہیے۔

9- آبادی کو تیزی سے بڑھنے سے روکا جائے۔

10- ادائیگیوں کا توازن درست کیا جائے۔

11- ہنرمند افرادی قوت میں اضافہ کیا جائے۔

12- حکومت کی پالیسیوں میں تسلسل ہونا چاہیے۔

13- ملک میں تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے۔

معیشت میں تجارت کا کردار

برآمدات

معیشت میں برآمدات ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس طرح نہ صرف زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے بلکہ ایسی اشیاء بھی ملتی ہیں جو معیشت کے فروغ کے لیے ضروری ہیں۔ جیسے جیسے پاکستان صنعتی اعتبار سے ترقی کرتا گیا اس کی برآمدات کی ہیئت بدلتی گئی۔ پہلے پہل زرعی نوعیت کی اشیاء زیادہ برآمد ہوتی تھیں لیکن اب مصنوعات کا حصہ بڑھ گیا ہے۔

پاکستان کی برآمدات

2002ء۔2001ء میں پاکستان کی کل برآمدات 7.5 بلین روپے تھی۔ پاکستان بین الاقوامی دنیا میں سوتی دھاگہ، سوتی کپڑا، بنے ہوئے کپڑے، ریڈی میڈ گارمنٹس، بستر کی چادریں، ٹیکسٹائل، چاول، چمڑے کا سامان، قالین، کھیلوں کا سامان، پٹرولیم کی اشیاء، آلاتِ جراحی (سرجیکل انسٹرومنٹ)، مچھلی اور مچھلی کے تیل کے علاوہ دیگر اشیاء امریکہ، یورپ، جاپان، ہانگ کانگ، دبئی، سعودی عرب اور دیگر ایشیائی اور افریقہ کے ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

پاکستان کی درآمدات

پاکستان کی درآمدات میں مشینری، ٹرانسپورٹ کا سامان، کھادیں، کیمیکلز، رنگ، ادویات، لوہا اور لوہے کا سامان، صنعتی خام مال، چائے، سٹیشنری، کھانے کا تیل، نقل وحمل کا سامان اور دفاعی سامان وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان یہ چیزیں زیادہ تر چین، جاپان، امریکہ، کویت، سعودی عرب اور ملائیشیا کے علاوہ دیگر ایشیائی، یورپی اور افریقی ممالک سے منگواتا ہے۔

معیشت میں قدرتی وسائل کا کردار

کسی ملک کی اقتصادی خوشحالی میں اس ملک کے قدرتی ذرائع کو نمایاں عمل دخل حاصل ہوتا ہے۔ قدرتی وسائل سے مراد قدرت کی طرف سے عطا کردہ ایسے تمام وسائل وعوامل ہیں جو پیدائش دولت اور زندگی کی دوسری سہولتیں فراہم کرنے میں مددگار ہوں۔ مثلاً آب وہوا، جنگلات، پانی، معدنی وسائل اور حیوانات، افرادی قوت، پہاڑ وغیرہ۔

پاکستان کی معیشت کا انحصار زیادہ تر زراعت پر ہے۔ اور اس کی زرعی پیداوار کا دارومدار بڑی حد تک مٹی (Soil) کی نوعیت پر ہے۔ پاکستان میں ہر قسم کی مٹی موجود ہے۔ اس میں چکنی، پتھریلی، ریگستانی، دلدلی، ریتلی مٹی سب شامل ہیں۔ ملک میں زرخیز زمینوں کی بھی کمی نہیں۔ لیکن قابل کاشت اراضی مجموعی رقبہ کے مقابلہ میں کم ہے۔ پاکستان کی زرعی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ زیادہ سے زیادہ رقبہ کو زیرِ کاشت لایا جائے اور

جدید آلات کاشتکاری کا استعمال عام کیا جائے۔ مزید برآں سیم وتھور کا سدِ باب کیا جائے اور فصلوں کے امراض کی بیخ کنی کی جائے۔

کسی ملک کی معاشی ترقی میں جنگلات کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ ماہرین اقتصادیات کی رائے کے مطابق ہر ملک کا کم از کم ایک چوتھائی رقبہ جنگلات سے ڈھکا ہونا چاہیے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پاکستان میں جنگلات کی بہت کمی ہے۔ جنگلات کے متعدد فوائد ہیں۔ جنگلات سے ایندھن اور عمارتی لکڑی حاصل ہوتی ہے۔ جنگلات بہت سی صنعتوں کے لیے خام مال فراہم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ درخت آب وہوا کو معتدل بنانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ جنگلات حیوانات کے لیے بہترین چراگاہ کا کام دیتے ہیں۔ نیز یہ جنگلی جانوروں کی افزائش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جن علاقوں میں درخت زیادہ ہوں وہاں آندھیوں کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ درخت زمین کی زرخیزی کا باعث بھی بنتے ہیں۔

معدنی وسائل اور معیشیت

معدنیات قدرت کا بہت بڑا عطیہ ہیں۔ جن ممالک کے پاس معدنی ذخائر کی کثرت ہے وہاں کی معیشت بھی کافی مستحکم ہے۔ زرعی وصنعتی ترقی کا انحصار بڑی حد تک معدنی وسائل کی موجودگی پر ہی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمام معدنی وسائل سے پوری طرح استفادہ کیا جائے۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی وسائل سے نوازا ہے۔ ان معدنیات میں خام لوہا، کرومائیٹ، تانبا، معدنی نمک، چونے کا پتھر، جپسم، سنگِ مرمر، چینی اور آتشی مٹی، کوئلہ، قدرتی گیس اور خام تیل وغیرہ شامل ہیں۔

قدرتی ذرائع کا تحفظ

ا۔ پاکستان کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس آبادی کا بیشتر حصہ غریب ہے اور دیہی علاقوں میں رہتا ہے جہاں ناخواندگی کی شرح زیادہ ہے۔ یہ لوگ عموماً اُس زمین کے حصوں پر رہتے ہیں جس کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔ ان کے کاشت کرنے کے طریقے پرانے اور فرسودہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اور ان کے مویشی اپنے ایندھن اور چارے کے لیے آس پاس کے درختوں اور پودوں کو تباہ کرتے رہتے ہیں جس سے قدرتی ذرائع

(زمین اور جنگلات) ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے شہروں میں شور، ماحولیاتی آلودگی اور آب و ہوا میں گندگی پھیل رہی ہے جس سے نہ صرف بیماریاں پھیلتی ہیں بلکہ قدرتی ذرائع بھی ضائع ہوجاتے ہیں۔

۲۔ پاکستان میں پانی کے وافر ذرائع ہیں مگر ہر سال کافی پانی ضائع ہوجاتا ہے اور کھیتوں تک نہیں پہنچتا۔ اس کے علاوہ کیمیائی کھادوں کی آلودگی اور شہروں کی گندگی بھی دریاؤں میں جاتی ہے۔ جس سے ہمارے دریاؤں کے پانی آلودہ ہورہے ہیں۔ دریاؤں کی آلودگی سے دریاؤں کے جانور اور مچھلیاں مرجاتی ہیں۔ ملک کے تقریباً 60% لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے۔ اس لیے کہ قدرت کا یہ بہت بڑا ذریعہ (پانی) ضائع ہورہا ہے۔ جس کی وجہ سے زرعی پیداوار کم ہوتی جارہی ہے اور قحط سالی کے مسئلے کا خدشہ بھی پیدا ہورہا ہے۔

۳۔ صنعتوں اور کاروباری ضروریات کے لیے جنگلات کا بے تحاشا کٹاؤ ہورہا ہے۔ اس سے ملکی جنگلات کم سے کم تر ہوتے جارہے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ ملک میں آنے والے وقتوں میں جنگلات ختم ہوجائیں گے۔ جس کی وجہ سے ہوا کی آلودگی، پانی کی آلودگی، لکڑی کی پیداوار میں کمی، موسم میں گرمی، بیماریاں اور چرند پرند کے ختم ہونے کے امکانات پیدا ہوسکتے ہیں۔

۴۔ جب انسان اپنی ضروریات کے لیے صنعتیں لگاتے ہیں، سڑکیں بناتے ہیں، ڈیم تعمیر کرتے ہیں تو قدرت کا بہت سارا علاقہ (زمین) کم پڑ جاتا ہے۔

۵۔ اسی طرح جب ہم اپنے گھروں میں مچھر اور کیڑے مکوڑے مارنے کے لیے یا کھیتوں میں سنڈیاں وغیرہ مارنے کے لیے کیڑے مار ادویات استعمال کرتے ہیں تو اس کا یہ ڈر ہوتا ہے کہ یہ ادویات نہ صرف جانداروں کی اُن اقسام کو ختم کریں گی جو انسان کے لیے اور اس کی زرعی پیداوار کے لیے نقصان دہ ہیں بلکہ وہ اقسام بھی ختم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جو انسان کی زندگی اور اس کی زراعت کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم مفید جاندار اشیاء کی حفاظت کریں تا کہ ہماری زندگی اور ہماری پیداواری صلاحیت

کے لیے وہ معاون ثابت ہوسکیں۔

۶۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معدنی ذرائع سے نوازا ہے۔ ان معدنیات میں خام لوہا، کرومائیٹ، تانبا، معدنی نمک، چونے کا پتھر، جپسم، سنگِ مرمر، چینی اور آتشی مٹی، کوئلہ، قدرتی گیس اور خام تیل وغیرہ شامل ہیں۔ صنعتوں کو توانائی دینے کے لیے کوئلہ، خام تیل اور قدرتی گیس استعمال ہوتی ہے۔ ڈر ہے کہ صنعتوں میں اُن کے بے تحاشا استعمال سے ان کے ذخائر کم یاب نہ ہوجائیں۔ اس کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

۷۔ سائنس کی ترقی نے ہماری زندگی کو بہت آسان بنانے کے نت نئی ایجادات کی ہیں اور ہمیں طرح طرح کی مشینیں اور سہولتیں حاصل ہوگئی ہیں تا کہ انسانی زندگی آرام دہ ہوجائے۔ ان سہولتوں کی وجہ سے انسان آرام طلب ہوگیا ہے اور اس کی توجہ قدرتی ذرائع کی حفاظت سے ہٹتی جارہی ہے۔

تعلیم (Education) اور معیشت

تعلیم، معاشی اور معاشرتی ترقی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس لیے انسانی وسائل کو ترقی دینے اور معاشی و معاشرتی ترقی کے لیے تعلیم کے شعبے میں مناسب سرمایہ کاری نہایت اہم ہے۔ پاکستان میں حکومت نے ہر پانچ سالہ منصوبے میں تعلیم پر خاصی توجہ دینے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر وہ نتائج سامنے نہیں آئے جو تعلیم کے میدان میں آنے چاہیے تھے۔

قومی تعلیمی پالیسی 1998ء - 2010ء

قومی تعلیمی پالیسی کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ناخواندگی کے خلاف جہاد کرنا
2۔ اکیسویں صدی کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے نصاب میں تبدیلی کرنا۔
3۔ کمپیوٹر کی تعلیم کا سکولوں میں اجراء اور تکنیکی تعلیم پر زور۔
4۔ دیہی اور شہری اور زنانہ و مردانہ کے تعلیمی اداروں کے فرق کو کم کرنا

5۔ تمام سطحوں کی تعلیم کیلیے آسانیاں پیدا کرنا۔

6۔ پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیم کی مد میں سرمایہ کاری کے لیے ترغیب دینا۔

7۔ اعلیٰ تعلیم کو بین الاقوامی تعلیمی معیار تک لے جانا۔

8۔ تحقیق اور سائنسی تعلیم کو جدید سطح پر استوار کرنا۔

9۔ مستحق طلبہ کی مالی امداد کرنا۔

10۔ امتحانات کے طریقہ کار کو شفاف بنانا۔

11۔ لائبریریوں کو مزید بہتر بنانا اور وسیع کرنا۔

نئی قومی تعلیمی پالیسی کا بنیادی مقصد قوم کو اکیسویں صدی کے چیلنجوں کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق پرائمری تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ پرائمری تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کے لیے پینتالیس ہزار نئے پرائمری تعلیم کے لیے سکول کھولے جائیں گے اور ایک لاکھ سے زیادہ نئے اساتذہ کی بھرتی کی جائے گی۔ اس کام کے لیے دوسو اٹھاسی ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس پالیسی کے تحت پہلے سے موجود بیس ہزار پرائمری سکولوں میں ڈبل شفٹ کا اجراء کیا جائے گا تا کہ بچوں کو زیادہ سے زیادہ داخلہ دیا جاسکے۔ موجودہ پرائمری نصاب میں تبدیلیاں کر کے اس کی اصلاح کی جائے گی تا کہ یہ نئے دور کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔

آئندہ چھٹی جماعت میں نئے مضامین متعارف کرائے جائیں گے۔ ان میں ٹیلی کمیونیکیشن (مواصلات)، کمپیوٹر و انفارمیشن ٹیکنالوجی، پٹرولیم، ٹیکسٹائل، زراعت اور دیگر مختلف صنعتوں کے متعلق مضامین شامل کیے جائیں گے۔ اس طرح نئے دور کی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد ملے گی۔

اگلے پانچ سالہ منصوبے کے تحت مڈل سکول کے طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا اور انیس ہزار سیکنڈری سکول اور سات سو پچاس ہائیر سیکنڈری سکول قائم کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی قائم کی جائے گی۔ جو سکولوں کے معاملات اور امور کی نگرانی کرے گی۔ اس میں مقامی آبادی سے لوگوں کو شامل کیا جائے گا تا کہ سکولوں کو مقامی حالات کے مطابق چلایا جاسکے۔ اس پالیسی میں کہا گیا ہے کہ پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کے نصاب میں تبدیلیاں کی جائیں گی تا کہ اس کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق بنایا جاسکے اور ایک سو چھبیس نئے ٹیکنیکل ادارے بنائے جائیں تا کہ ٹیکنیکل تعلیم کو فروغ

ملے۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں طلبہ کے داخلے اور اساتذہ کی بھرتی کے لیے نیشنل ٹسٹنگ سروس (NTS) کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جس طرح ملک میں میٹرک سائنس کا نظام ہے اسی طرح میٹرک ٹیک کا انتظام بھی کیا جائے گا۔

اس نئی پالیسی کے مطابق جماعت اول سے بی۔ اے تک اسلامیات لازمی ہوگی تا کہ ہر بچہ اسلامی قوانین اور اصولوں سے آگاہ ہو سکے اور آٹھویں جماعت تک قرآن پاک کی ناظرہ لازمی ہوگی۔ دینی مدارس میں دیگر مضامین کے ساتھ ساتھ سائنس، اقتصادیات اور معاشرتی علوم کی تعلیم بھی لازمی ہوگی۔ اس پالیسی میں کہا گیا ہے کہ ملک میں مزید اکیس یونیورسٹیاں، پانچ سوڈگری کالجز اور دوسو پچاس پیشہ ورانہ کالج کھولے جائیں گے۔

ملک میں دوسالہ کورس کے ساتھ ساتھ چار سالہ بی۔ اے / بی۔ ایس۔ سی آنرز کورس بھی شروع کیا جائے گا۔ اس پالیسی کے تحت ہر سال ایک سو ذہین طلباء کو بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیجا جائے گا۔ اُن کا سارا خرچ حکومت برداشت کرے گی۔ اعلیٰ تعلیمی تحقیق کے یے نئے تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں گے جبکہ پرانے تحقیقی مراکز کی بہتری کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ تعلیم کو عام کرنے کے لیے پرائیویٹ شعبہ کو فعال بنایا جائے گا تا کہ نئے تعلیمی ادارے زیادہ سے زیادہ قائم ہو سکیں۔

اس پالیسی کی نمایاں بات امتحانات اور نتائج کی تیاری میں نقل، بوٹی مافیا اور ہیر پھیر کا مکمل خاتمہ کرنا تھا اور اس پر %90 عمل بھی ہو چکا ہے۔

صحت (Health) اور معیشیت

جس طرح فرد کی زندگی میں تندرستی ایک نعمت ہے اسی طرح قومی زندگی میں پورے معاشرے کی صحت ایک نعمت سے کم نہیں۔ ایک تندرست آدمی جس طرح اپنی استعداد کار بڑھا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتا ہے اسی طرح معاشرہ کے عام لوگوں کی اچھی صحت قومی ترقی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ جس معاشرہ میں بیماریاں عام ہوں وہاں ترقی کی رفتار مدہم پڑ جاتی ہے۔ اس سے کئی معاشی اور معاشرتی مسائل جنم لیے ہیں۔ تندرست افراد صحت مند معاشرے کی تعمیر کرتے ہیں جو ایک اعلیٰ جمہوری نظام کے لیے ناگزیر ہے۔

حکومت کے اقدامات

حکومت نے صحتِ عامہ کو بہتر بنانے کی طرف کافی توجہ دی ہے۔اس مقصد کی خاطر پانچ سالہ منصوبوں میں کثیر رقوم مخصوص کی جاتی ہیں۔حکومت کے اقدامات کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1۔ ہمارے ملک میں ہر سال ہزاروں افراد چیچک کا شکار ہو جاتے تھے۔جن میں بچوں کی بڑی تعداد شامل تھی۔حکومت نے عالمی ادارہ صحت کے تعاون سے اس مرض کی روک تھام کے لیے کافی مستعدی کا ثبوت دیا ہے۔اس وقت یہ بیماری مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے۔

2۔ پاکستان میں چونکہ ہر سال بعض علاقوں میں ملیریا وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔اس لیے حکومت نے انسدادِ ملیریا کی طرف خصوصی توجہ دی اور ایک جامع پروگرام وضع کیا گیا۔جس پر ہر سال کثیر روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔

3۔ تپ دق ایک نہایت موذی مرض ہے۔ہمارے ہاں پست معیارِ زندگی اور غربت و افلاس کی وجہ سے متعدد لوگ اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق ہر سال ہزاروں افراد اس مرض کا شکار ہو کر مر جاتے ہیں۔تپ دق کا علاج کافی مہنگا ہے جب کہ اس کا شکار بالعموم غریب لوگ ہوتے ہیں۔عالمی ادارہ صحت کی مدد سے حکومت ہر سال بی۔سی۔جی کے ٹیکے لگاتی ہے۔ملک کے ہر حصے میں تپ دق کے مراکز قائم ہیں جہاں مفت دوا تقسیم ہوتی ہے۔انسدادِ تپ دق کے سلسلہ میں عوام کو بچاؤ اور حفاظتی تدابیر سے آگاہ کرنے کے لیے ہر سال ہفتہ تپ دق منایا جاتا ہے۔

4۔ پاکستان میں عورتوں اور بچوں کی شرح اموات بلند ہے۔اس مقصد کی خاطر بہبودِ اطفال اور زچہ بچہ کے مراکز کھولے گئے ہیں۔بین الاقوامی ادارہ بہبودِ اطفال بھی سامان اور ادویات کی صورت میں اس قسم کے مراکز کو امداد فراہم کرتا ہے۔علاوہ ازیں حکومت نے لاہور، کراچی، راولپنڈی اور پشاور میں دائیوں کی تربیت کے لیے مراکز کھول رکھے ہیں۔

5۔ ہمارے ملک میں جذام یعنی کوڑھ کی بیماری بھی بعض علاقوں خاص طور پر پہاڑی علاقوں (جن میں چترال وغیرہ کا علاقہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے) میں پائی جاتی ہے۔جذام کے علاج کے لیے کراچی کے قریب منگھو پیر میں ایک ہسپتال اور ملک کے دوسرے شہروں میں مراکز قائم ہیں۔

6۔ ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کی شدید کمی ہے۔قیامِ پاکستان کے وقت ملک میں صرف تین میڈیکل کالج قائم تھے لیکن اب ان کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے۔کراچی، لاہور، اسلام آباد، ملتان اور پشاور میں جوہری توانائی سے علاج کے سنٹر قائم ہیں۔علاوہ ازیں نرسوں کی تعلیم و تربیت کے متعدد ادارے قائم ہیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی (Information Technology)

انفارمیشن ٹیکنالوجی سے کمپیوٹر میں کسی بھی چیز کے بارے میں بامعنی حقائق اور معلومات کا مجموعہ (ڈیٹا) ذخیرہ کرنا، انٹرنیٹ کمپیوٹروں کا بین الاقوامی جال (Network) آلاتِ ترسیل معلومات و اطلاعات مراد لی جاتی ہے۔اس کا مطلب ہے آواز، ڈیٹا اور کمپیوٹر کے ذریعے معلومات تک رسائی و ترسیل کرنا۔اس ضمن میں انفارمیشن ٹیکنالوجی ہارڈ ویر (Hardware)، سافٹ ویر (Software) سروس اور امدادی آلات کا استعمال کرتی ہے۔

پاکستان میں پچھلے چند سالوں سے حکومت اور نجی اداروں نے آئی ٹی (انفارمیشن ٹیکنالوجی) کو حکومت اور پرائیویٹ اداروں میں متعارف کرانے کے لیے کافی اقدامات کیے ہیں۔حکومت کے آئی ٹی کی ترقی کے لیے کیے گئے اقدامات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1۔ انٹرنیٹ کے استعمال کی توسیع اور ڈیٹا کمیونیکیشن کے استعمال کے اضافے کی حوصلہ افزائی۔
2۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور سافٹ ویر انڈسٹری کو برآمد کے قابل بنانا۔
3۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دانشوروں کے لیے ایک بڑے پول کا قیام۔
4۔ سکولوں اور کالجوں میں کمپیوٹر کورس متعارف کرانا۔
5۔ وزارتِ سائنس و ٹیکنالوجی کے تحت آئی ٹی کے شعبے کو ڈویژن کا درجہ دینا۔

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی

قومی معیشت اور عوام کی خوشحالی کے لیے ملکی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کا نام منصوبہ بندی کہلاتا ہے۔ منصوبہ بندی کی پالیسی معاشی ترقی کے لیے مرتب کی جاتی ہے تا کہ ملک کے باشندوں کو خوش حال زندگی گزارنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ یہ اُسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جبکہ ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی کو اس حد تک بڑھایا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافے کی شرح، افزائش آبادی کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ معاشی منصوبہ بندی کے لیے ایک قومی منصوبہ بندی کمیشن ہوتا ہے جو ملکی وسائل کو بڑھانے اور ترقی دینے کے لیے ایک جامع منصوبہ بناتا ہے۔

پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1955ء تا 1960ء)

1955ء میں پاکستان میں پہلی مرتبہ جامع معاشی منصوبہ بندی کا آغاز کیا گیا اور پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ 1955ء تا 1960ء پیش کیا۔ اس منصوبے کے بنیادی مقاصد اور اُن کے اہداف کے اہم نکات درج ذیل ہیں:-

1- قومی آمدنی میں پندرہ فی صد اضافہ کرنا۔
2- فی کس آمدنی میں سات فی صد اضافہ کرنا۔ آبادی میں 1.4 فی صد سالانہ اضافے کی توقع تھی۔
3- دو ملین نئے افراد کے لیے روزگار مہیا کرنا۔
4- برآمدات میں پندرہ فی صد اضافہ کرنا۔
5- منصوبے کے اختتام تک ادائیگیوں کے توازن میں دو سو ملین روپے کی بچت کرنا۔
6- اناج کی پیداوار میں 9 فی صد اضافہ کرنا۔
7- نقد آور فصلوں کی پیداوار میں اضافہ کرنا۔ چند ایک کی تفصیل یوں ہے۔ گنے میں 33 فیصد، کپاس میں 21 فیصد، پٹ سن میں 15 فیصد۔
8- صنعتی پیداوار میں ساٹھ فیصد اضافہ کرنا۔ صنعتوں میں سے ہوزری، چینی، کھاد، سیمنٹ اور قدرتی گیس کو اہمیت دینا مقصود تھا۔

9- دیہی زرعی و صنعتی ترقیاتی پروگرام کو دیہی آبادی کے ایک چوتھائی پر وسعت دینا تا کہ دیہی علاقوں میں زرعی و صنعتی پیداوار کے طریقوں کو بہتر بنایا جائے۔
10- سولہ لاکھ ایکڑ اراضی کو آب پاشی کی بہتر سہولتیں فراہم کرنا
11- بجلی کی پیداواری استعداد میں تین گنا اضافہ کرنا۔
12- پرائمری سکولوں میں ایک ملین اور ثانوی سکولوں میں قریباً 150 ہزار نئے بچوں کی تعلیم میں اضافہ کرنا اور کم از کم اسی قدر تعداد میں نئے بچوں کو تعلیم کی ترغیب دینا۔
13- نجی بچتوں میں پانچ فیصد سے سات فیصد تک اضافہ کرنا۔
14- 150 ہزار نئے مکانات تعمیر کرنا۔

درج بالا مقاصد اور اہداف کو حاصل کرنے کی غرض سے 10.80 بلین روپے خرچ کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس میں سے 7.5 بلین روپے سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 3.30 بلین روپے نجی شعبے کے لیے مختص کیے گئے تھے۔

مقاصد کے اعتبار سے یہ منصوبہ نہایت اچھا تھا لیکن باجود اس کے اہداف پورے طور پر حاصل نہ ہو سکے۔ سب سے بڑی وجہ تو یہ تھی کہ اس منصوبے پر عمل درآمد 1955ء کی بجائے 1957ء سے ہوا۔ دیگر وجوہات میں سے ایک اہم وجہ یہ ہوئی کہ اسی عرصے میں حکومت نے روپے کی بیرونی قدر شرح مبادلہ کم کر دی۔ جس سے منصوبے میں لگائے گئے تخمینے کسی حد تک ناقص ہو گئے۔ موسمی حالات کی خرابی اور سیم و تھور کی بنا پر زمین کی تباہی دیگر اہم وجوہات میں شامل ہیں۔

منصوبے کا جائزہ لینے سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:-

1- قومی آمدنی میں 15 فیصد کی بجائے صرف 11 فیصد اضافہ ہوا۔
2- فی کس آمدنی سات فیصد کی بجائے صرف تین فیصد بڑھ سکی۔ اس سلسلے میں یہ نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ آبادی میں اضافے کی شرح قریباً 1.6 فیصد سالانہ رہی۔
3- پانچ سال کے عرصے کے دوران جتنے افراد کام کرنے کے اہل ہوئے۔ اُن میں سے پچاس فیصد سے بھی کم کو روزگار مہیا کیا جاسکا۔
4- زرمبادلہ کمانے کے ہدف کو بھی حاصل نہ کیا جا سکا کیونکہ اس عرصے کے دوران میں

برآمدات کو نہ بڑھایا جاسکا بلکہ اُس کے برعکس درآمدات کی مقدار میں اضافہ ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ توازن ادائیگی خاصا خراب ہوگیا۔ یہاں تک کہ پہلے چار سالوں کے دوران توازن ادائیگی میں 240 ملین روپے کا خسارہ واقع ہوگیا۔

5۔ اناج کی پیداوار میں بھی نو فیصد کی بجائے صرف چار فیصد اضافہ ہوسکا۔

6۔ موسمی حالات کی خرابی و بعض دیگر وجوہات کی بنا پر دیگر فصلوں کا پیداواری ہدف بھی حاصل نہ کیا جاسکا۔

7۔ اندرون ملک بچتوں کا جو ہدف مقرر کیا گیا تھا وہ بھی پورا نہ ہوسکا۔ ملکی بچتوں کی شرح منفی 21 فیصد تک کم ہوگئی۔

8۔ صنعتی میدان میں البتہ کئی صنعتیں قائم ہوئیں۔ مثلاً کاغذ، نیوز پرنٹ، گتہ، کھاد، کیمیائی اشیاء سے متعلق صنعتیں وغیرہ۔

درج بالا اعداد و شمار سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پہلا پانچ سالہ منصوبہ بیشتر میدانوں میں ناکام رہا۔ اس کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے تجربات کی بدولت نئی سوچ اور اندازِ فکر نے جنم لیا۔ جس سے آئندہ کے ترقیاتی منصوبہ جات کو تشکیل دینے میں مدد ملی۔

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960ء تا 1965ء)

دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960ء تا 1965ء) پہلے منصوبے کی مدتِ اختتام پر اپنایا گیا۔ اس منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور اُن کے اہداف درج ذیل تھے:-

1۔ قومی آمدنی میں 24 فیصد اضافہ کرنا۔

2۔ فی کس آمدنی میں 10 فی صد اضافہ کرنا۔

3۔ 2.5 ملین نئے افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا۔

4۔ زرعی پیداوار میں چودہ فیصد اضافہ کرنا۔

5۔ بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیت میں 14 فیصد تک اضافہ کرنا۔

6۔ گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فیصد تک بڑھانا۔

7۔ برآمدات میں سالانہ تین فی صد اضافہ کرنا۔

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے مقاصد اور اہداف کو پورا کرنے کے لیے 23 بلین روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس رقم میں سے 12.40 بلین روپے سرکاری شعبے میں 3.80 بلین روپے نیم سرکاری شعبے اور 6.80 بلین روپے نجی شعبے میں خرچ کرنے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔

باوجود اس بات کے کہ دوسرے ترقیاتی منصوبے میں بھاری صنعت کے قیام اور اُس کی ترقی کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا گیا تھا۔ نیز اس منصوبے کے لیے غیر ملکی سرمائے اور امداد پر انحصار کیا جاتا تھا، اس منصوبے کے تحت ملک کی معاشی ترقی کی رفتار خاصی تسلی بخش رہی۔ بعض شعبوں میں تو ترقی اپنے اہداف سے بھی زیادہ ہوئی۔

منصوبے کا جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل نکات توجہ کا مرکز بنتے ہیں:-

1۔ قومی آمدنی میں اضافہ 30 فیصد سے بھی بڑھ گیا۔

2۔ برآمدات میں سات فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔

3۔ شعبہ صنعت میں 40 فیصد سے زیادہ ترقی ہوئی۔

4۔ زرعی شعبے میں ترقی 15 فیصد سے زیادہ ہوئی۔

5۔ روزگار کے مواقع متوقع حد تک نہ بڑھائے جاسکے۔ اس طرح اس شعبے کی ترقی کی رفتار غیر معیاری رہی۔

تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1965ء تا 1970ء)

تیسرے منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور اُن کے اہداف درج ذیل تھے:-

1۔ ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور قومی پیداوار میں 37 فیصد اضافہ کرنا۔

2۔ فی کس آمدنی میں 20 فیصد اضافہ کرنا۔

3۔ 5.5 ملین افراد کو روزگار مہیا کرنا۔

4۔ زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور اس میں پانچ فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

5۔ صنعتی ترقی کی شرح تیرہ فیصد سالانہ تک بڑھانا۔

6۔ علاقائی تفاوت کو ختم کرنا۔

7۔ بنیادی صنعتوں کے قیام کو ترجیح دینا۔
8۔ زرمبادلہ میں اضافہ کر کے ادائیگیوں کے توازن میں استحکام پیدا کرنا۔
9۔ بنیادی سہولتوں میں اضافے کی کوشش کرنا۔
10۔ معاشرتی تحفظ مہیا کرنا۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے کل 52 بلین روپے مختص کیے گئے تھے۔ان میں سے 30 بلین سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 22 بلین نجی شعبے کے لیے وقف تھے۔

درج بالا مقاصد وکوائف سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسرا پانچ سالہ منصوبہ بہت سی خوبیوں کا حامل تھا مگر اس کی ترقی کا جائزہ لینے کے بعد جو تصویر سامنے آتی ہے۔اس کا خاکہ کچھ یوں ہے:-

1۔ زرعی ترقی کی رفتار متوقع رفتار سے کم رہی یعنی صرف 4.5 فیصد سالانہ ترقی ہو سکی۔
2۔ برآمدات میں 9.5 فیصد اضافے کی توقع تھی مگر اس کے مقابلے میں یہ اضافہ صرف 7 فیصد رہا۔
3۔ صنعتی میدان میں ترقی صرف 9 فیصد ہو سکی حالانکہ یہ ہدف 13 فیصد کا تھا۔
4۔ سرمایہ کاری کی شرح میں قریباً چار فیصد کمی ہو گئی۔

مختصراً یہ کہ تیسرا پانچ سالہ منصوبہ پورے طور پر کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکا اور بیشتر شعبوں میں مقرر کردہ ہدف تک نہ جا سکا۔دراصل مشکل حالات نے ابتداء ہی سے تیسرے منصوبے کو گھیر لیا۔ابتدائی دو سالوں میں ملک کو خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا۔جس سے فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں۔1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے دفاعی اخراجات بڑھ گئے۔جس کی وجہ سے ترقیاتی اخراجات کے لیے مجوزہ وسائل میں کمی پیدا ہو گئی۔غیر ملکی امداد میں 27 فیصد کمی کا سامنا کرنا پڑا۔زرعی ترقی میں کمی ہوئی۔اندرون ملک حالات ہنگاموں کی نذر ہو گئے۔جس سے صنعتی پیداوار پر برا اثر پڑا۔مختصراً تیسرے پانچ سالہ منصوبے کو مجوزہ حقیقی وسائل وسازگار حالات میسر نہ آ سکے جو معاشی ترقی کے پروگرام کے لیے درکار تھے۔

چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970ء تا 1975ء)

چوتھا پانچ سالہ منصوبہ بیس سالہ تناظری منصوبے (1965ء تا 1985ء) کی تیسری کڑی تھی۔اس منصوبے کے اہم بنیادی اغراض ومقاصد درج ذیل تھے:-

1۔ معاشی ترقی کی رفتار کو برقرار رکھنا یعنی قومی پیداوار میں 6.5 فیصد شرح سالانہ سے اضافہ کرنا۔
2۔ 7.5 ملین نئے افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا۔
3۔ ملک کے مختلف حصوں کے مابین فی کس آمدنی کے فرق کو کم کرنا۔
4۔ غذائی اجناس کی پیداوار میں 8.5 ملین ٹن کا اضافہ کرنا۔
5۔ سماجی انصاف قائم کرنا یعنی قابلِ عمل پالیسیوں کی مدد سے معاشی ترقی اور سماجی انصاف میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔
6۔ برآمدات میں ساڑھے آٹھ فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

ان مقاصد واہداف کے حصول کے لیے 75 بلین روپے مختص کیے گئے تھے۔ان میں سے 49 بلین سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 26 بلین نجی شعبوں کے لیے رکھے گئے تھے۔

چوتھے پانچ سالہ منصوبے پر بوجہ پاک بھارت جنگ ودیگر اندرون ملک ناموافق حالات عمل درآمد نہ ہو سکا اور اس منصوبے کو منسوخ کرنا پڑا۔

ملک میں معاشی وسیاسی حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے 1971ء تا 1978ء کے دوران میں سال بہ سال قلیل المیعاد منصوبہ بندی ہی کی جا سکی۔ماہرین کی رائے میں اوسط المیعاد منصوبہ بندی عدم استحکام کی وجہ سے مشکل ہو جاتی ہے۔قلیل المیعاد منصوبہ بندی کے ذریعے سے طویل المیعاد منصوبوں کی تکمیل مناسب انداز میں نہیں ہو پاتی۔یک سالہ ترقیاتی منصوبوں سے عام طور پر مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جا سکتے۔یہی وجہ ہے کہ اکثر وبیشتر قلیل المیعاد منصوبہ بندی کی مدد سے معاشی ترقی کی رفتار کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔لہٰذا پانچ سالہ منصوبہ کے دوران میں خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔

پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978ء تا 1983ء)

پانچویں منصوبے کے بڑے بڑے اہداف مندرجہ ذیل تھے:-

1۔ قومی پیداوار میں 7.2 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔
2۔ زرعی شعبے میں 6 فیصد سالانہ ترقی کرنا۔
3۔ صنعتی میدان میں مجموعی طور پر 10 فیصد سالانہ کے حساب سے ترقی کرنا۔

4۔ اندرونِ ملک بچتوں کی شرح 12.57 فیصد تک بڑھانا۔

5۔ برآمدات میں 11 فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ کرنا۔

6۔ پیٹرولیم کی پیداوار میں اس حد تک اضافہ کرنا کہ کل ضرورت کا 33 فیصد سے زیادہ اندرون ملک پیداوار سے پورا کیا جا سکے۔

7۔ فی کس آمدنی میں 9.2 فیصد تک سالانہ اضافہ کرنا۔

8۔ توانائی کی فی کس پیداوار میں قریباً 42 فیصد اضافہ کرنا۔

9۔ دیہی علاقوں کی ترقی پر زور دینا اور صحت کے شعبے میں ہر جہت سے اضافہ کرنا۔ نئے ہیلتھ یونٹ اور ہسپتال قائم کرنا۔ ہسپتالوں میں مزید بیماروں کے علاج کی گنجائش نکالنا، ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد میں اضافہ کرنا۔

11۔ بنیادی صنعت اور انجینئرنگ کی صنعت میں سرمایہ کاری کرنا۔

پانچویں پانچ سالہ منصوبے کا تخمینہ 21.02 بلین روپے تھا۔ اس میں سے 14.82 بلین روپے سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 6.20 بلین روپے پرائیویٹ شعبے کے لیے مختص کیے گئے تھے۔

پانچواں پانچ سالہ منصوبہ جون 1983ء کو اختتام پذیر ہوا۔ اس مدت کے دوران بین الاقوامی حالات کافی ناسازگار تھے۔ ترقی پذیر ممالک بالخصوص ان ناسازگار بین الاقوامی حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پاکستان بھی ان حالات سے نہ بچ سکا۔ اس کے باوجود یہ منصوبہ بعض شعبوں میں کامیاب رہا۔ حکومت کے ایک جائزے کے مطابق

1۔ پانچویں پانچ سالہ منصوبے نے اپنے نوے فیصد ہدف مکمل کر لیے۔

2۔ ناسازگار حالات کے باوجود 6 فیصد سالانہ اضافے کی شرح کو برقرار رکھا جا سکا۔

3۔ ملک کے کم ترقی یافتہ علاقوں میں ترقی کی رفتار بہتر ہوئی۔

4۔ صوبہ بلوچستان میں ترقیاتی اخراجات کے ضمن میں پانچ گنا اضافہ ہوا۔

5۔ اس منصوبے کی مدت کے دوران دیہی علاقوں کی ترقی کی طرف بالخصوص توجہ دی گئی۔

6۔ کم از کم 20 فیصد نادار، مفلوک الحال لوگوں کو نظام زکوٰۃ کی بدولت معاشی اعانت ملی۔ سماجی و معاشی انصاف کی طرف یہ ایک بڑا قدم ہے۔

7۔ خوراک کے معاملے میں کسی قدر خود کفالت ہوئی۔

8۔ افراطِ زر پانچ سال قبل کی شرح 16 فیصد سے کم ہو کر صرف 5 فیصد رہ گیا۔

9۔ صنعتی پیداوار میں 9 فیصد سالانہ ترقی ہوئی۔

10۔ ملکی صنعت میں اضافے کی غرض سے صنعتی چھوٹیں بھی دی گئیں۔

1۔ اس پانچ سالہ منصوبے کے تحت جتنے دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی ان کی تعداد اس سے قبل کے تیس سالوں سے زیادہ تھی۔

چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (1983ء تا 1988ء)

چھٹا پانچ سالہ منصوبہ یکم جولائی 1983ء کو شروع کیا گیا۔ اس منصوبے کے بنیادی مقاصد درج ذیل تھے:-

1۔ معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا۔

2 سماجی انصاف کا احیاء کرنا۔

3۔ دیہی ترقی کو خاص اہمیت دینا۔

4۔ دیہات میں سڑکوں کا جال بچھا کر انھیں شہری منڈیوں کے ساتھ منسلک کرنا۔

5۔ زیادہ سے زیادہ دیہی علاقوں میں بجلی فراہم کرنا تاکہ دیہی معیشت میں ایک خوش گوار انقلاب ممکن ہو سکے۔

6۔ منصوبے کے تحت تعلیم و صحت کے شعبوں کو ترجیح دینا۔

7۔ ملک بھر میں روزگار اور آمدنی میں اضافے کے لیے ایک خاص پروگرام پر عمل کرنا۔

8۔ زکوٰۃ اور نظامِ عشر کے توسط سے 1.5 ملین سے زیادہ مستحقین کی مالی اعانت کرنا۔

ساتواں پانچ سالہ منصوبہ (1988ء تا 1993ء)

ساتویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد کا خاکہ درج ذیل ہے:-

1۔ روزگار کے مواقع فراہم کرنا تاکہ کم از کم تعلیم یافتہ افراد بیروزگاری کا شکار نہ ہوں۔

2۔ بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، رہائش، صحت، تعلیم و دیگر سہولیات کو ترجیحی بنیادوں پر فراہم کرنا۔

3۔ افرادی قوت کو تربیت یافتہ بنانا۔
4۔ ''اپنی مدد آپ'' کے اصول پر کام کرتے ہوئے قومی معیشت کو مضبوط بنانا۔
5۔ نجی شعبے کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے اس کا جائز مقام دے کر ملکی معیشت کے لیے فعال بنانا۔
6۔ غیر ملکی امداد پر کم سے کم انحصار کرنا۔

آٹھواں پنج سالہ منصوبہ (1993ء تا 1998ء)

آٹھویں پنج سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد حسب ذیل تھے:۔

1۔ قومی آمدنی میں سالانہ 7 فیصد اضافہ کرنا۔
2۔ زرعی شعبہ میں سالانہ 4.9 فیصد اضافہ کرنا۔
3۔ آٹھویں منصوبے کے دوران فی کس آمدنی میں بائیس فیصد تک اضافہ کرنا۔
4۔ 6.2 ملین بے روزگار افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا۔
5۔ قومی بچتوں کے تناسب میں 19.9% تک اضافہ کرنا
6۔ آٹھویں منصوبے کے آخر تک بجٹ خسارہ کم کر کے جی۔ڈی۔پی کے 4 فیصد کے برابر لانا۔
7۔ اس منصوبے میں آبادی کی شرح افزائش کو 2.9 فیصد سے کم کر کے 2.7 فیصد تک کرنا۔
8۔ شرح خواندگی میں 48 فیصد تک اضافہ کرنا۔
9۔ بچوں کی شرح اموات 86 فی ہزار سے کم کر کے 65 فی ہزار کرنا
10۔ دیہات کی 70.5 فیصد اور شہروں کی 95 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنا۔
11۔ ہر یونین کونسل کی سطح پر صحت کی بنیادی سہولیات مہیا کرنا۔

مجموعی جائزہ

پاکستان میں اب تک جتنے بھی پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے بنائے گئے ہیں اُن میں کچھ بنیادی کمزوریاں اور تکنیکی خرابیاں ضرور تھیں۔ اس کے علاوہ سیاسی افراتفری، خشک سالی، پاک بھارت جنگیں

اور افغان مہاجرین وغیرہ وہ اندرونی و بیرونی وجوہات ہیں جن کی بنا پر کوئی بھی پانچ سالہ منصوبہ اپنے اہداف حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ صرف دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (1960ء تا 1965ء) کافی کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ تاہم اکنامک سروے آف پاکستان کی تفصیلات کے مطابق (2004ء-2003ء) کے مالی سال کے دوران مہنگائی، بیروزگاری، تجارتی خسارے اور افراطِ زر میں اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ بیرونی قرضوں میں کمی واقع ہوئی اور زرِ مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا۔ فی کس آمدنی 562 ڈالر سالانہ سے بڑھ کر 652 ڈالر ہو گئی۔ نیز حکومت کی آمدنی و اخراجات کا توازن حدود میں رہا اور صرف 13 بلین روپے کا فرق رہ گیا ہے۔ جو چند سال پہلے تک 76 بلین روپے تھا۔

مشق

1. ذیل میں ہر سوال کے چار متبادل جواب درج ہیں۔ درست جواب کی نشان دہی کیجیے:-

i۔ 2003ء-2004ء میں جی ڈی پی کا کتنا فی صد زراعت سے حاصل ہوا۔
(15فی صد،20فی صد،24فی صد،30فی صد)

ii۔ اس وقت صنعتوں کی پیداوار کا کتنا حصہ زراعت پر مشتمل ہے۔
(40فی صد،50فی صد،60فی صد،65فی صد)

iii۔ ہمارے ہاں زرعی فصلوں کا کتنے فی صد حصہ نباتاتی بیماریوں کے باعث ضائع ہو جاتا ہے۔
(10فی صد،15فی صد،20فی صد،25فی صد)

iv۔ حکومت نے کس سن میں بہت سی صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا تھا۔
(1970ء میں،1971ء میں،1972ء میں،1974ء میں)

v۔ ماہرین اقتصادیات کی رائے کے مطابق کسی ملک کے کتنے رقبے پر جنگلات ہوں۔
(25فی صد،40فی صد،60فی صد،80فی صد)

vi۔ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کا آغاز ہوا۔
(1950ء میں،1955ء میں،1960ء میں،1965ء میں)

2. خالی جگہوں کو پُر کریں۔

i. پاکستان ایک ترقی _____ ملک ہے۔

ii. پاکستان میں کاشت کا _____ فی صد حصہ مصنوعی آبپاشی سے سیراب ہوتا ہے۔

iii. پاکستان میں پہلی مرتبہ _____ میں جامع معاشی منصوبہ بندی کا آغاز ہوا۔

iv. قیامِ پاکستان کے وقت ملک میں صرف _____ میڈیکل کالج تھے۔

3. مختصر جواب لکھیں

i. معاشی منصوبہ بندی کیوں کی جاتی ہے؟

ii. نئی قومی تعلیمی پالیسی (1998ء-2010ء) کے پانچ اہم بنیادی مقاصد کیا ہیں؟

iii. جنگلات کے چند فوائد تحریر کریں۔

iv. پاکستان کی اہم برآمدات بیان کریں۔

4. پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کی صورت حال کا جائزہ لیں۔

5. پاکستان کے زرعی مسائل کو حل کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

6. پاکستان کی صنعتی پسماندگی کی وجوہات بیان کریں اور صنعتی پیداوار بڑھانے کے لیے اقدامات تجویز کریں۔

7. پاکستان کی اہم برآمدات اور درآمدات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

8. پاکستان کی اقتصادی ترقی میں قدرتی وسائل کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

9. پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسی (1998ء - 2010ء) کے اہم نکات بیان کریں۔

10. آئی ٹی (IT) سے کیا مراد ہے؟ پاکستان میں اس کے فروغ کے لیے کیا کوششیں کی جا رہی ہیں؟